علامہ ابن جوزی کا تفسیری منہج: فنون الافنان فی عیون علوم القرآن کی روشنی میں ایک تحقیقی جائزہ

The Methodology of Ibne Juzi In View of His Tafseer, Funoon-Ul-Afnan Fi O'yoon-E-U'loom-El-Qura'n

باز محمد[i] عبدالحمید[ii]

Abstract:

In the history of Muslims in each era, there used to arose a personality who struggled for the retrieval of the Ummah. In this regard, Ibn-e-Jozi is prominent among all. Allah Ta'allah has bestowed him plenty of qualities & perfections. Ibn-e-Jozi was extraordinary intelligent, able and a good sermonizer.

Variety of books written on Uloom-ul-Qura'n can be found till the period of Ibn-e-Jozi but under the subject of Uloom-ul-Qura'n, no any other book can be found comprising various kinds of theologies regarding Uloom-ul-Qura'n like Funoon-ul-Afnan fi Uloom-el-Qura'n. Hence, it is the uniqueness of Ibn-e-Jozi under Funoon-ul-Afnan fi Uyoon-e-Uloom-ul-Qura'n, in which different arguments of Uloom-ul-Qura'n are discussed.

In this article, an overview of various aspects of Funoon-ul-Afnan fi Uyoon-e-Uloom-ul-Qura'n is taken

Keywords: *era ,uloomul quran ,arguments*

تعارف:

علوم القرآن ایک عظیم الشان علم ہے جس کی تاریخ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نزول قرآن سے شروع ہوئی۔ آپ کے اولین مخاطب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جو خالص عرب تھے اہل زبان ہونے کی وجہ سے قرآن مجید کے اسلوب اور اس کے ظواہر و احکام کو جانتے تھے اور نزول قرآن کی کیفیات و اسباب سے بھی اچھی طرح واقف تھے اس کے باوجود انھیں جہاں دشواری پیش آتی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو آسان فرماتے اور مراد الٰہی سے آگاہ کرتے۔ عہد رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح عہد صحابہ میں بھی علوم القرآن بالمشافہ اخذ و روایت کیے جاتے رہے عہد تابعین میں علوم القرآن کا دائرہ مزید وسیع ہوا تاہم علوم القرآن کی باقاعدہ تدوین کا آغاز عہد تابعین کے بعد ہوا اور اس فن کی مختلف انواع جیسے تفسیر، اسباب نزول، ناسخ و منسوخ، غریب قرآن، متشابہ قرآن، وقف و ابتداء، اعراب قرآن، معانی قرآن، وجوہ نظائر، علم قراءات اور اعجازِ قرآن وغیرہ پر کتب تالیف کی جانے لگیں۔ اس کے ساتھ ساتھ بعض مفسرین نے اپنی کتب تفاسیر کے مقدمات میں بھی علوم القرآن کی بعض انواع سے بحث کی۔ یہاں تک کہ علوم

i چیرمین شعبہ اسلامیات، بلوچستان یونیورسٹی، کوئٹہ

ii ایم فل سکالر، شعبہ اسلامیات، بلوچستان یونیورسٹی، کوئٹہ

القرآن کے عنوان سے مستقل کتب تالیف کئے جانے کا سلسلہ شروع ہوا اس سلسلے کی پہلی کتاب "التنبیہ علی فضل علوم القرآن" تھی جس کو حسن بن محمد ابو قاسم نیشاپوری (م ۴۰۲ھ / ۱۰۱۱ء) نے تالیف کیا۔ یہ کتاب انتہائی مختصر ہے اس میں علوم القرآن کے دو مباحث نزول قرآن اور مخاطباتِ قرآن سے صرف چند صفحات میں بحث کی گئی ہے۔ اس کے بعد ابن جوزی نے علوم القرآن کی مختلف انواع کو جامع کتاب "فنون الافنان فی عیون علوم القرآن" تالیف کی۔ ابن جوزیؒ نے فنون الافنان کے علاوہ بھی علوم القرآن کی دیگر اہم انواع پر کتب تالیف کیں تاہم فنون الافنان اس حوالے سے منفرد اور نمایاں ہے کہ علوم القرآن پر یہ پہلی جامع کتاب ہے جس میں اس فن کے بارہ اہم مباحث کو جمع کیا گیا یہ کتاب کئی مرتبہ شائع ہو چکی ہے۔ یہاں کتاب کا وہ نسخہ زیر نظر ہے جو ڈاکٹر حسن ضیاء الدین عتر کی تحقیق سے دارالبشاءر الاسلامیہ، بیروت سے پہلی مرتبہ ۱۹۸۷ء میں شائع ہوا۔

سبب تالیف

کسی کتاب کا علمی اور تحقیقی جائزہ لینے سے پہلے کتاب کی تالیف کے اسباب و محرکات کو جاننا ضروری ہوتا ہے جو عموماً کتاب کے مقدمہ میں بیان کیے جاتے ہیں۔ ابن جوزیؒ نے فنون الافنان کے شروع میں مختصر مقدمہ لکھا ہے جس میں حمد و دود کے بعد مقدمہ کی آخری سطروں میں اس کتاب کا سبب تالیف بیان کیا ہے۔ لکھتے ہیں:

"لما الفت کتاب التلفیح فی غرائب علوم الحدیث رأیت ان تالیف کتاب فی عجائب علوم القرآن اولی فشرعت فی سوال التوفیق قبل شروعی وانتهت بما الهمتہ والقی فی روعی، وها انا اراعی عرفان المنن، ومن راعی روعی۔ ۱۷

ابن جوازیؒ نے جب اپنی کتاب التلفیح لکھ لی تو آپ کو اس بات کو احساس ہوا کہ علوم القرآن پر کتاب لکھنا زیادہ ضروری ہے غالباً انھیں یہ احساس اس وجہ سے ہوا کہ ان کے عہد تک علوم الحدیث کی نسبت علوم القرآن پر مستقل حیثیت سے کم لکھا گیا کیونکہ جب ہم علوم القرآن کی تاریخ کا جائزہ لیتے ہیں تو فنون الافنان سے پہلے علوم القرآن کے عنوان سے کوئی جامع کتاب نہیں ملتی۔

فنون الافنان کے بعد اس موضوع پر علامہ زرکشی نے جب البرہان فی علوم القرآن لکھی تو اس کے سبب تالیف میں اس بات کی وضاحت ان الفاظ میں کی۔

"ولما کانت علوم القرآن لا تنحصر، ومغانیہ لا تستقصی، وجبت العنایۃ بالقدر الممکن۔ ومما فات المتقدمین وضع کتاب یشتمل علی اتواع علومہ ، کما وضع الناس ذلک بالنسبۃ الی علوم الحدیث، فاستخرت اللہ تعالیٰ ولہ الحمد فی وضع کتاب فی ذلک...... ۱۸

ممکن ہے کہ علامہ زرکشی کو فنون الافنان کا علم نہ ہو سکا ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ کو علم تو ہو لیکن جس قسم کی مفصل کتاب لکھنے کا نقشہ ان کے ذہن میں تھا اس معیار پر فنون الافنان پوری نہ اترتی ہو۔ انہی خیالات کا اظہار علامہ سیوطیؒ نے اپنی کتاب "الاتقان فی علوم القرآن" کے مقدمہ میں کیا ہے۔۱۹ لیکن آپ کے ذہن میں یہ بات زمانہ طالب علمی میں آئی ورنہ الاتقان لکھتے وقت فنون الافنان اور البرہان فی علوم القرآن دونوں کتابیں آپ کے سامنے تھیں اور آپ نے ان دونوں سے استفادہ کیا۔

ابن جوزیؒ کا یہ کہنا کہ علوم القرآن پر لکھنا زیادہ ضروری ہے اس سے مراد یہی ہے کہ علوم القرآن پر علم حدیث کی نسبت جامع اور مستقل کتب تالیف نہیں کی گئیں تھیں لہٰذا اس بات کی ضرورت تھی کہ علوم القرآن پر ایسی کتاب تالیف کی جائے جس میں

اس فن کی اہم انواع شامل ہوں۔ اسی وجہ سے آپ نے "فنون الافنان فی عیون علوم القرآن" کے نام سے ایک مستقل کتاب تالیف کی جس میں علوم القرآن کے جلیل القدر مباحث کی اساسیات بیان کی گئیں۔

اس کتاب کے علمی مقام و مرتبہ کو جاننے کے لیے یہاں اس کتاب کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لیا جائے گا اس ضمن میں سب سے پہلے کتاب کے مصادر و مراجع بیان کیے جائیں گے۔

(ا) فنون الافنان کے مصادر و مراجع

ابن جوزی میں بچپن ہی سے تمام علوم و فنون میں مہارت حاصل کرنے کا شوق و جذبہ موجود تھا تاہم علوم القرآن و تفسیر، علوم حدیث، تاریخ اور فن وعظ میں اپنے وقت کے امام تھے۔ ان تمام علوم میں آپ کی بلند پایہ تصانیف موجود ہیں۔ ابن جوزی نے اپنے وسیع و عمیق مطالعہ کے بعد کتاب فنون الافنان تالیف کی۔ کتاب کی تیاری میں آپ نے ان کتب سے استفادہ کیا جو اپنے فن پر ماخذ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ علامہ نے کتاب کے مقدمہ میں ایسی کسی کتاب کا ذکر نہیں کیا البتہ کتاب کے مختلف مباحث میں کہیں کتاب کا نام دے کر، کہیں صرف مؤلف کا نام لکھ کر حوالے نقل کیے ہیں۔

(ب) کتاب فنون الافنان کا منہج و ترتیب

فنون الافنان کو شروع میں نہایت مختصر مقدمہ ہے جس کے آغاز میں ابنِ جوزیؒ نے اللہ کے احسانات و عنایات اور قرآن مجید کی چند خصوصیات کا تذکرہ کر کے اللہ کا شکر ادا کیا کہ اس نے اپنے کلام کو حفظ کرنے میں غور و فکر کرنے کی توفیق بخشی اس کے بعد آخری چند سطور میں کتاب کا سببِ تالیف بیان کیا ہے۔۲۹

اس مقدمہ میں موضوع کی مناسبت سے علوم القرآن کے تعارف اور اہمیت کے بارے میں معلومات نہیں ملتیں جیسا کہ بعد میں لکھی گئی دیگر کتب علوم القرآن میں ملتی ہیں۔

کتاب فنون الافنان کے تمام بنیادی مباحث میں ابنِ جوزیؒ نے جو منہج اختیار کیا ان کی تفصیل درج ذیل ہیں۔

ا۔ فضائلِ قرآن

یہ کتاب کا پہلا باب ہے اس میں ابنِ جوزی نے قرآن مجید کی فضیلت میں صرف چھ احادیث کا ذکر کیا اسی اختصار کی وجہ سے ابنِ جوزیؒ نے اس باب کا عنوان " ذکر نبذۃ من فضائل القرآن " رکھا۔ ابنِ جوزی نے اس میں پہلی بار حدیث کی پوری سند بیان کی ہے۔ جبکہ پانچ احادیث کو صرف صحابہ کے واسطے سے آپ صلی اللہ وآلہِ وسلم سے نقل کیا ہے۔ پہلی حدیث کی طرح ان کے آخر میں حوالے نقل کرنے کا بھی اہتمام نہیں کیا۔ چونکہ یہ بحث بہت مختصر ہے لہٰذہ ابنِ جوزی نے اس میں کوئی فصل قائم نہیں کی۔

۲۔ قرآن مجید مخلوق نہیں اللہ کا کلام ہے

اس باب میں علامہ نے ترتیب سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہؓ، تابعینؒ اور مشاہیر علماء کے اقوال نقل کیے کہ قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے مخلوق نہیں۔ اس کے بعد آپ نے مختلف شہروں سے تعلق رکھنے والے تابعین اور دیگر علماء کے ناموں کی فہرست نقل کی ہے جو اس بات پر متفق ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے۔ ابن جوزیؒ نے اس بحث میں مختلف شہروں کے نام دے کر ان کے تحت علماء کے ناموں کی فہرست دینے کا خصوصیت کے ساتھ اہتمام کیا ہے اور سب کے آخر میں یہ بیان نقل کیا ہے کہ سب اس بات پر متفق ہیں کہ قرآن اللہ کا کلام ہے مخلوق نہیں۔ مثلاً اہل مدینہ کا عنوان دے کر اس کے تحت وہاں کے علماء کے اسماء کی فہرست دی ہے اور آخر میں لکھا ہے:

''اجمعوا علی ان القرآن کلام اللہ غیر مخلوق ثم لا اعرف لھم من اہل المدینۃ مخالفا من اہل الاثرو الجماعۃ''۔۳۰

اگرچہ یہ تفصیلی بحث ہے لیکن اس میں ابن جوزی نے نہ تو کسی کتاب کا حوالہ نقل کیا ہے نہ ہی اس کو فصول میں تقسیم کیا اس کے علاوہ اس ضمن میں کسی اختلافی بحث کا بھی ذکر نہیں کیا گیا۔

۳۔ سبعہ احرف پر قرآن مجید کا نزول

فنون الافنان میں اس بحث کا عنوان ''نزول القرآن علی سبعۃ احرف'' ہے۔ ابن جوزی نے اس باب کا آغاز صحیح بخاری کی مشہور حدیث سے کیا ہے جو حضرت عمر فاروق اور حضرت ہشام بن حکیم کے مابین سورہ فرقان کی قراءات میں ہونے والے اختلاف کے بارے میں ہے۔ ابن جوزی نے اس حدیث کی تخریج بھی کی ہے۔ اس حدیث کے آخر میں لکھتے ہیں:

''ھذا حدیث صحیح، أخرجہ البخاری و مسلم''۳۱

سبعہ احرف پر نزول قرآن کے ثبوت میں آپ نے ایک ہی روایت ذکر کرنے پر اکتفا کیا۔ اس کے بعد ابن جوزی نے سبعہ احرف کے بارے ابن حبان کے ذکر کردہ پینتیس اقوال میں سے صرف ۱۴ اقوال کو اپنی کتاب میں بیان کیا اور لکھا کہ حدیث کی توجیہ میں یہ سارے اقوال لائق اعتماد نہیں آپ نے لکھا ہے:

''وقد زکر ابو حاتم بن حبان الحافظ ان العلماء اختلفو فی معناہ علی خمسۃ وثلاثین قولاً ، فذکر ھا و فیھا مالایصلح الاعتماد علیہ فی توجیہ الحدیث وانا انتخب من جمیع الاقوال مایصلح ذکرہ وابین الاصوب ان شاء اللہ تعالیٰ۔''۳۲

بحث کے اس انداز سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ابن جوزی نے مجموعی طور پر کتاب میں اختصار کو ملحوظ رکھا ہے اور غیر ضروری تفصیلات کو اپنی کتاب میں جگہ نہیں دی۔ اس کے علاوہ آپ نے صرف اقوال ذکر کر دینے پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ ان اقوال سے ایک قول کو راجح قرار دیا ہے اور اس کی وجہ توجیح بھی بیان کی مثلاً آپ نے آخری قول کے متعلق لکھا ہے:

''ان المراد بالحدیث انزل القرآن علی سبع لغات، وھذا ھو القول الصحیح۔''۳۳

اس کے بعد آپ نے لغات کی تعین میں علماء کا اختلاف بیان کیا اور اس بارے اپنا موقف واضح کیا:

''والذی نراہ ان التعیین من اللغات علی شیئ بعینہ لا یصح لنا سندہ ، ولا یثبت عند جھابذۃ النقل طریقہ بل لقول: نزل القرآن علی سبع لغات فصیحۃ من لغات العرب۔''۳۴

سبعہ احرف کے بارے میں ابن جوزی نے اپنے موقف کی تائید کے لیے مقدمہ تفسیر ابن جریر سے وہ روایات نقل کیں جن سے ابن جریر نے استدلال کیا۔

ابن جوزی نے اس بحث کی آخری اور چودھویں قول سے مختصر بحث کی ورنہ سابقہ ۱۳ اقوال کو نقل کر کے آپ نے نہ تو ان کے حق میں دلائل نقل کیے اور نہ ہی کسی دلیل کی بناء پر ان کا رد کیا بلکہ آخری قول کو راجح قرار دینے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ سابقہ سارے اقوال ابن جوزی کے نزدیک مرجوح ہیں۔ اس لیے آپ نے مرجوح اقوال سے بحث کرنے کو محض طوالت خیال کرتے ہوئے ان سے کسی قسم کا تعارض نہیں کیا البتہ آپ نے ابن حبان کے اقوال نقل کر کے علمی دنیا پر احسان کیا کیونکہ یہ اقوال میرے علم کے مطابق فنون الافنان سے پہلے علوم القرآن پر لکھی گئی کسی کتاب میں نہیں ملتے۔

۴۔ کتابت مصحف اور اس کا رسم

سبعہ احرف کی طرح علوم القرآن کی اہم اور دقیق بحث ہے۔ فنون الافنان میں اس کا عنوان ''کتابۃ المصحف ورھجائہ'' ہے۔ ابن جوزی نے اس بحث میں فن رسم کے ماہر ابو بکر محمد بن قاسم انباری کے اقوال نقل کیے ہیں۔ اس بحث کے شروع میں ابن جوزی نے رسم کے ابتدائی اور اصولی مباحث کا ذکر نہیں کیا بلکہ ابن انباری کا قول نقل کرنے سے بحث کی ابتداء کی ہے لکھتے ہیں:

''قال ابو بکر محمد بن قاسم الانباری، کل مافی القرآن من ذکر الا فھو فی المصحف حرف واحد الا عشرۃ احرف......''۳۵

آگے قرآن مجید سے ایسی آیات کی تفصیل نقل کی گئی ہے۔ یہ کتاب کا پہلا باب ہے جس کو مختلف فصول میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلی فصل میں لفظ نعمۃ کے متعلق آپ نے ابن انباری کا قول نقل کیا:

''قال ابو بکر کل ما فی کتاب اللہ من ذکر النعمۃ فھو بالھاء الا احد عشر حرفا''۳۶

آگے قرآن مجید سے ان گیارہ مقامات کی نشاندہی کی گئی ہے جہاں نعمۃ کو تاء مبسوطہ کے ساتھ لکھا گیا ہے۔

اس بحث میں آپ نے رسم کے اہم قواعد جیسے حذف، وصل وفصل اور ابدال وغیرہ کو مثالوں کے ساتھ بیان کیا ہے۔

۵۔ قرآن مجید کی سورتوں، آیات، کلمات، حروف اور نقاط کی تعداد

اس باب کے آغاز میں سورتوں کی تعداد کا ذکر ہے۔ اس ضمن میں ابن جوزی نے ابن منادی کا قول نقل کیا ہے کہ قرآن مجید کی کل سورتوں کی تعداد ۱۱۴ ہے۔

''اما سورۃ فقال ابو الحسین بن المنادی جمیع سورالقرآن ، فی تالیف زید بن ثابت علی عھد صدیق وذی النورین، ومائۃ واربع عشرۃ سورۃ، فیھن الفاتحۃ والتوبۃ والمعوذتان، وتلک ھو الذی فی ایدی اھل قبلتنا۔''۳۷

اس کے بعد آپ نے مصحف عبد اللہ بن مسعود اور مصحف ابی بن کعب کا تذکرہ کیا ہے جن میں سورتوں کی تعداد ۱۱۴ نہیں تھی۔ مصحف ابن مسعود میں معوذتین کے نہ ہونے اور مصحف ابی بن کعب میں ۱۱۶ سورتوں کی موجودگی کا ذکر کیا لیکن آپ نے یہاں صرف اختلاف کا ذکر کیا ہے اور اس کے حل میں آپ نے کسی قسم کی کوئی تفصیل نقل نہیں کی غالباً پوری کتاب میں صرف یہی وہ مقام ہے جہاں ابن جوزی نے ایک مسئلہ بیان کیا اور اس کی وضاحت نہیں فرمائی۔

دوسری اور تیسری فصل قرآن مجید کی آیات کی تعداد سے متعلق ہے اس میں مختلف شہروں کے علماء کا آپ میں اختلاف بیان کیا گیا ہے اور اس بات کی وضاحت ہے کہ آیات کی یہ تعداد پانچ شہروں کی طرف منسوب ہے۔

آپ نے آیات کی تعداد میں اس بات پر اجماع نقل کیا ہے کہ آیات کا شمار کرنے والوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ قرآن کی آیات کی تعداد ۶۲۰۰ ہے۔ اختلاف اس سے اوپر کی تعداد پر ہے۔۳۸

اس کے بعد آپ نے مختلف شہروں کے علماء کے نزدیک آیات کی جو تعداد ہے وہ بیان کی ہے مثلاً کوفی عدد کے مطابق قرآن مجید کی آیات کی تعداد ۶۲۳۶ اور مکی عدد کے مطابق ۶۲۲۰ ہے۔۳۹

کلمات کی تعداد کے لیے علیحدہ سے ایک مستقل فصل قائم کی گئی ہے اور اس میں مختلف علماء کے نزدیک قرآن مجید کے کلمات کی تعداد بیان کی گئی ہے۔ اس فصل کی ابتداء میں حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کا قول ہے جن کے مطابق کلمات قرآنی کی تعداد ۷۷۴۳۹ ہے۔۴۰

اس باب کی ایک فصل حروف قرآن کی تعداد سے متعلق ہے۔ اس کے شروع میں وہ کم از کم تعداد بیان کی گئی ہے جس پر اجماع ہے:

"فاما عدد حروف القرآن فاجمعوا علی ثلاثمائة الف حرف، واختلفوا فی الکسر الزائد علی ذلک۔"۴۱

یعنی تین لاکھ حروف پر تو سب کا اجماع ہے اختلاف اس سے اوپر کی تعداد میں ہے۔

ابن جوزی کا بحث کرنے کا یہ خاص طریقہ ہے کہ کسی بھی بحث میں جس مسئلہ پر علماء کا اجماع ہو آپ اسے نقل کرتے ہیں اس کے بعد جو اختلافی بحث ہو اس کی وضاحت کرتے ہیں۔

اس باب کی اگلی فصل ان حروف کی تعداد کے بارے میں ہے جو قرآن میں بار بار آئے ہیں جیسے الفات، باءات اور تاءات سے لے کر یاءات تک حروف تہجی کی تعداد کا تذکرہ ہے مثلاً قرآن مجید میں آنے والے الفات کی تعداد ۴۸۹۴۰ بتائی گئی ہے۔

کتاب میں کسی کسی جگہ فصول کی تقسیم میں توازن نہیں پایا جاتا مثلاً اس باب کی آخری فصل صرف دو سطروں پر مشتمل ہے جس میں نقطوں کی تعداد کا ذکر ہے۔

۶۔ اجزاء قرآن

مسلمانوں نے قرآن مجید کی تلاوت میں آسانی کے لیے اسے مختلف حصوں میں تقسیم کیا اور ان مختلف حصوں کی تکمیل پر علامات ونشانات لگانے کا اہتمام بھی کیا۔

فنون الافنان کے چھٹے باب میں اس موضوع کو تفصیلاً بیان کیا گیا ہے اس باب میں انیس فصول ہیں۔ سب سے پہلے ابن جوزی نے قرآن مجید کو دو حصوں میں تقسیم کیا پھر تین، چار، پانچ، چھ اور سات سے دس حصوں میں تقسیم کر کے اس بات کی بھی نشاندہی کی کہ ہر حصے کی انتہاء کس آیت کے کون سے حرف وکلمہ پر ہوتی ہے۔اس کے بعد مختلف حصوں کو اجزاء میں تقسیم کیا گیا جیسے چھٹے حصے کو بارہ اجزاء میں، ساتویں کو چودہ، آٹھویں کو سولہ، نویں کو اٹھارہ اور دسویں حصے کو بیس اجزاء میں تقسیم کیا گیا۔

۷۔ سورتوں کی آیات کی تعداد

اس بحث کا تعلق پانچویں باب سے ہے لیکن ابن جوزی نے اس بحث کو ایک الگ باب میں بیان کیا ہے اور سورۃ فاتحہ سے لے کر سورۃ الناس تک تمام سورتوں کی آیات کی تعداد بیان کی ہے اور اس میں مکی، مدنی، کوفی، بصریٰ اور شامی عدد کے مطابق اختلاف بیان کیا ہے۔ مثال کے لیے آخری تین سورتوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

i۔ سورہ اخلاص

کوفی، بصری اور دونوں مدنی عدد کے مطابق اس سورہ کی آیات کی تعداد چار ہے جبکہ شامی اور مکی عدد کے مطابق آیات کی تعداد پانچ ہے۔ اختلاف ایک آیت کے شمار میں ہے شامی اور مکی عدد کے مطابق ﴿لم يلد﴾ آیت ہے۔ ۴۲

ii۔ سورہ العلق

سب کے نزدیک اس سورہ کی آیات کی تعداد پانچ ہے اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ ۴۳

iii۔ سورہ الناس

کوفی، بصری اور دونوں مدنی عدد کے مطابق اس سورہ کی چھ آیات ہیں جبکہ شامی اور مکی عدد کے مطابق آیات کی تعداد سات ہے۔ اختلاف ایک آیت میں ہے۔ شامی اور مکی عدد کے مطابق ﴿الوسواس﴾ آیت ہے۔ ان دونوں کا بھی اس آیت کو شمار کرنے میں اختلاف ہے۔ ۴۴

اس سے اگلی بحث کوفی مذہب کے مطابق تعداد آیات کے لحاظ سے ایک جیسی سورتوں کے بارے میں ہے اس کے بعد آپ نے تعداد آیات کے حوالے سے مزید تفصیل بیان کی ہے۔

۸۔ مکی اور مدنی سورتوں کا بیان

علوم القرآن کی ایک اہم نوع مکی اور مدنی آیات کا علم ہے۔ علوم القرآن پر لکھی گئی تقریباً تمام کتب میں یہ بحث شامل ہے۔

ابن جوزی نے فنون الافنان کے اس باب میں تفصیلی کلام نہیں کیا اور باب کے شروع میں لکھا ہے کہ اس نوع میں کافی اختلاف پایا جاتا ہے اور میں نے اس کا تذکرہ کتب تفسیر میں کر دیا ہے یہاں اس کا بیان محض طوالت اور تکرار ہو گا۔۴۵

اس باب میں صرف مکی اور مدنی سورتوں کی تعداد سے متعلق مختصر بیان ہے اس ضمن میں آپ نے صرف ایک قول نقل کیا ہے۔ فنون الافنان میں اس سے آگے تین اور اہم مباحث کے بارے میں بھی ابن جوزی کا یہی موقف ہے کہ اس کا تذکرہ چونکہ پہلے ہو چکا لہٰذا یہاں اس کی تکرار سے گریز کیا جائے گا حالانکہ اس باب میں بغیر تفصیل نقل کیے اگر آپ مکی و مدنی سورتوں کے بارے چند اصولی باتیں بیان کر دیتے تو یقیناً قارئین کے لیے یہ بحث مفید ہوتی اور کتاب کی اہمیت میں بھی اضافہ ہو جاتا۔

۹۔ قرآن مجید میں استعمال ہونے والی لغات

ابن جوزی نے اس بحث میں اپنے استاذ ابو منصور جوالیقی کی کتاب المعرب سے کافی استفادہ کیا ہے۔

قرآن مجید میں استعمال ہونے والی لغات کے بارے میں بنیادی طور پر دو آراء پائی جاتی ہیں ابن جوزی نے باب کے شروع میں دونوں کا تذکرہ کیا ہے۔ پہلی رائے یہ ہے کہ قرآن مجید میں ہر زبان کا لفظ ہے اور دوسرے رائے یہ ہے کہ قرآن عربی زبان میں نازل ہوا۔ لہٰذا عربی کے علاوہ اس میں کسی زبان کا لفظ نہیں پایا جاتا۔۴۶

اس کے بعد ابن جوزی نے ابو عبید سے متوازن اور معتدل رائے نقل کی ہے جس سے پہلے دونوں مذاہب کی تصدیق ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ اصل میں قرآن مجید میں لغات عرب کے علاوہ دیگر لغات کے حروف پائے جاتے ہیں لیکن اہل عرب کے ہاں استعمال ہونے کی وجہ سے وہ عربی شکل اختیار کر گئے لہٰذا اب وہ عربی ہیں لیکن ان کی اصل عجمی ہے۔۴۷

ابن جوزی کا رجحان بھی اسی قول کی طرح ہے۔ ابن جوزی نے اس متوازن قول کو صرف نقل کرنے پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ مثالوں کے ساتھ اس موقف کی ضاحت فرمائی۔ اس کے بعد آپ نے ان الفاظ کی فہرست فدی ہے جن کا تعلق عرب کی مختلف لغات سے ہے اور آخر میں وہ الفاظ تحریر کیے ہیں جن کا تعلق لغات عرب کے علاوہ دیگر لغات سے ہے۔

10۔ وقف وابتداء

وقف و ابتداء علوم القرآن کے اہم مباحث میں سے ہے۔ بعض علماء نے اسے توقیفی قرار دیا یعنی صحابہ کرام اوقاف کے مواقع کی تعلیم اسی طرح حاصل کرتے جس طرح قرآن کی تعلیم اور اس پر صحابہ کرامؓ کا اجماع ہے۔۴۸

ابن جوزی نے وقف و ابتداء کی تقریباً ساری بحث ابن انباری کی کتاب ایضاح الوقف والابتداء کی پہلی جلد سے نقل کی ہے۔ ابن جوزی نے اس میں کئی اہم قواعد ذکر کیے ہیں شروع میں ان مقامات کی وضاحت کی ہے جہاں وقف کرنا درست نہیں اور اس کے بعد ایسے مقامات کی بھی نشاندہی کی ہے جہاں وقف کرنا بہتر ہے۔ اسی ضمن میں آپ نے وقف کی تینوں اقسام تام، حسن اور قبیح کو مثالوں کے ساتھ واضح کیا ہے۔

۱۱۔ تفسیر، ناسخ و منسوخ اور محکم و متشابہ

ابن جوزی نے علوم القرآن کی مذکورہ تین اہم انواع کے اکٹھے عنوانات دیے ہیں کیونکہ ان تینوں کے متعلق انھوں نے یہ وضاحت کی ہے کہ ان کا تذکرہ ان کی تفسیر میں موجود ہے لہذا یہاں ان انواع کے تحت بحث کرنا محض تکرار ہوگی۔

یہ تینوں علوم القرآن کے اہم مباحث ہیں اور علوم القرآن کی ہر اہم کتاب میں ان کی تفصیل موجود ہے۔ ابن جوزی نے ان تینوں کے عنوانات تو نقل کیے ہیں لیکن ان کے تحت ضروری اصول و قواعد بھی بیان نہیں کیے۔ آپ نے ان موضوعات پر جو کچھ لکھا یہاں صرف اس کا خلاصہ نقل کر دیتے یا ہر عنوان کے تحت بحث سے متعلقہ ضروری اصول و قواعد ہی کا تذکرہ کر دیتے تو کتاب کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی اور یہ محض تکرار نہ ہوتی بلکہ ایک مفید اضافہ ہوا۔

(ج) فنون الافنان کے محاسن و معائب

۱۔ سلاست اسلوب

فنون الافنان کی نمایاں خوبی اس کا سلیس اور سادہ اسلوب ہے۔ یہی خصوصیت اس ابن جوزی کی دیگر تالیفات میں بھی پائی جاتی ہے۔ کتاب میں مغلق الفاظ اور پیچیدہ تراکیب استعمال نہیں کی گئیں اور نہ ہی تشبیہات و استعمرات کی زبان اختیار کی گئی جس سے عماماً کتاب کے سمجھنے میں دقت پیش آتی ہے۔ فنون الافنان میں علوم القرآن کے مفصل اور دقیق مباحث کو نہایت اختصار کے ساتھ سمیٹنے کے باوجود کہیں بھی اس کی سلاست اور روانی میں خلل نہیں آیا اس کی ایک بڑی مثال "سبعۃ احرف پر نزول قرآن" جیسی مشکل اور اختلافی بحث ہے۔ کتاب میں اس حوالے سے کئی اختلافی اقوال نقل کیے گئے ہیں لیکن باوجود کثرت اقوال کے کہیں اس کی تفہیم میں دقت نہیں آتی۔ کتاب کی یہ خصوصیت اس کو علوم القرآن پر لکھی گئی دیگر کتب سے ممتاز کرتی ہے۔

۲۔ طوالت بیان سے احتراز

ابن جوزی نے سوائے ایک بحث کے پوری کتاب میں اختصار کو ملحوظ رکھا ہے۔ کتاب میں نہ تو غیر ضروری اقوال نقل کیے گئے ہیں اور نہ ہی اس میں ایسی تکرار پائی جاتی ہے جس سے کتاب کے حسن میں فرق آئے اور اس ضمن میں کتاب سے چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

کتاب کا پہلا باب فضائل قرآن ہے اس موضوع پر چونکہ پہلے ہی مستقل کتب تالیف کی جاچکی تھیں اور اس بحث میں ایسے ضروری اصول و قواعد یا اختلافی اقوال بھی نہیں پائے جاتے جو اس کو سمجھنے کے لیے ضروری ہوں لہذا آپ نے فنوان الافنان میں اس بحث کا عنوان "ذکر نبذۃ من فضائل القرآن" رکھا اور عنوان کی مناسبت سے اس میں صرف چند احادیث کے بیان پر اکتفاء کیا۔

کتاب کی ایک بحث سبعہ احرف پر قرآن مجید کے نزول کی بحث ہے۔ علماء کے مابین سبعہ احرف کے معانی کے تعین میں شدید اختلاف پایا جاتا ہے اور اس بارے کئی اقوال پائے جاتے ہیں تاہم ابن جوزی نے سبعہ احرف کے معانی کے تعین کے ذکر کردہ

پینتیس اقوال میں سے صرف چودہ اقوال نقل کیے اور باقی اقوال کو یہ کہہ کر نقل نہیں کیا کہ سبعہ احرف والی حدیث کی توجیہ میں وہ قابل اعتماد نہیں۔

قرآن مجید کی سورتوں کی آیات کی تعداد کے ضمن میں آپ نے جہاں کوفی مذہب کے مطابق تعداد آیات کے لحاظ سے ایک جیسی سورتوں کی تفصیل دی ہے وہاں مدنی اور شامی مذہب کی تفصیل نہیں نقل کی کیونکہ اس بارے میں ابن جوزی کے نزدیک معتمد مذہب کوفی ہے۔ لہٰذا اس کی تفصیل بیان کر دی گئی باقی مذاہب کی تفصیل کو محض طوالت خیال کرتے ہوئے نقل نہیں کیا، آپ نے لکھا ہے۔

"فلم نری التطویل بذکر ذلک، وانما ذکرنا الکوفی، لانہ المعتمد علیہ من الاعداد۔ ۵۲

اس کے علاوہ کتاب میں علوم القرآن کے دیگر اہم مباحث جیسے وقف وابتداء سے بھی مختصر اور جامع بحث کی گئی ہے۔ ابن جوزی نے یہ بحث کتاب ایضاح الوقف والابتداء سے نقل کی ہے جو دو جلدوں میں ہے۔

۳۔ حسن ترتیب

فنون الافنان کے مباحث میں معلومات اور مواد کو نہایت عمدہ ترتیب کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ خاص طور پر کتاب کے دوسرے باب میں جس کا عنوان "قرآن مجید اللہ کا کلام ہے مخلوق نہیں" ہے۔ اس بحث میں سے سب سے پہلے نبی کریمؐ سے مروی احادیث ہیں پھر صحابہ کرام کے اقوال جن میں ترتیب سے پہلے چاروں خلفائے راشدین کے اقوال نقل کیے گئے ہیں اس کے بعد تابعین، تبع تابعین اور دیگر ائمہ کے اقوال ہیں۔ اس کے بعد آپ نے ترتیب سے تابعین اور اپنے عہد تک ہر زمانے اور مختلف شہروں کے ائمہ کے نام گنوائے ہیں جو قرآن مجید کے کلام اللہ ہونے پر متفق ہیں۔ اس کئے علاوہ قرآن کی سورتوں، کلمات، حروف ونقاط کی تعداد کو بھی بڑی عمدہ ترتیب کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ کتاب کے تقریباً سارے ابواب میں جس حسن ترتیب کو ملحوظ رکھا گیا ہے اس کی مثال اس درجہ کی دیگر کتب علوم قرآنیہ میں نہیں ملتی۔

۴۔ روایت حدیث میں احتیاط

فنون الافنان کی یہ امتیازی اور منفرد خصوصیت ہے کہ اس میں علوم القرآن پر لکھی گئی دیگر کتب کے مقابلے میں اکثر و بیشتر معتبر کتب احادیث سے روایات نقل کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جس کی ایک وجہ یہ ہے کہ کتاب کے مؤلف خود حافظ حدیث ہیں اس کے علاوہ صحیح وضعیف اور موضوع روایات کی پہچان کا خصوصی ملکہ رکھتے ہیں۔ مزید یہ کہ آپ کی اس موضوع پر تالیفات بھی ہیں جن میں سے تذکرہ الموضوعات مشہور ومقبول کتاب ہے۔

فنون الافنان میں احادیث نقل کرنے میں احتیاط برتی گئی کتاب کے اکثر مقامات پر احادیث کو اسناد کے ساتھ نقل کیا گیا اور کہیں حدیث کے آخر میں بخاری یا بخاری ومسلم دونوں معتبر کتب کا حوالہ درج کیا گیا ہے جبکہ فنون الافنان کے بعد علوم القرآن پر لکھی گئی اہم اور جامع کتب البرہان اور خصوصاً الاتقان میں ایسی روایات نقل کی گئی ہیں جو صحت کے معیار پر پورا نہیں اترتیں۔

۵۔ راجح قول کی نشاندہی

علوم القرآن پر لکھی گئی دیگر کتب کی طرح ابن جوزی نے صرف مختلف اقوال نقل کرنے کا اہتمام نہیں کیا بلکہ ان اقوال میں سے ایک کو نہ صرف ترجیح دی بلکہ وجہ ترجیح بھی بیان کی۔ خاص طور پر سبعہ احرف پر نزول قرآن کی بحث ہے جس میں شدید اختلاف پایا جاتا ہے اور سبعہ احرف کے معانی کے تعین میں اقوال کی کثرت ہے۔ ابن جوزیؒ نے فنون الافنان میں محض اقوال نقل نہیں کیے بلکہ ابن حبان کے ذکر کردہ ۳۵اقوال میں سے پہلے چودہ اقوال کا انتخاب کیا اور باقی اقوال کو لائق اعتماد نہ سمجھتے ہوئے ترک کر دیا آپ نے لکھا ہے:

"وقد ذکر ابو حاتم بن حبان الحافظ ان العلماء اختلفوا فی معناہ علی خمسة وثلاثین قولا، فذکر ھا وفیھا مالا یصلح الاعتماد علیہ فی توجیہ الحدیث وانا انتخب من جمیع الاقوال ما یصلح ذکرہ و ابین الاصوب ان شاء اللہ تعالیٰ۔"۵۳

اس کے بعد آپ نے چودہ اقوال نقل کر کے آخری قول کو راجح قرار دیا ہے۔ بحث میں بیان کیے گئے آخری قول میں سبعہ احرف سے مراد سات لغات لی گئی ہیں۔ مذکورہ قول کے تحت آپ نے اپنا موقف بیان کیا ہے:

"ان المراد بالحدیث انزل القرآن علی سبع لغات ، وھذا ھو القول الصحیح۔"۵۴

یعنی حدیث سبعہ احرف سے مراد قرآن مجید کا سات لغات پر نازل ہونا ہے لیکن ان سات لغات کے تعین میں علماء کے مابین اختلاف پایا جاتا ہے مختلف علماء نے ان لغات کے تعین کی کوشش کی ہے ابن جوزی نے ایسے چند اقوال نقل کر کے اپنی رائے دی ہے۔

"والذی نراہ ان التعیین من اللغات علی شیئ بعینہ لا یصح لنا سندہ، ولایثبت عند جھابذة النقل طریقہ، بل نقول: نزل القرآن علی سبع لغات فصیحة من لغات العرب۔"۵۵

سبعہ احرف کی اس دقیق اور اختلافی بحث میں ابن جوزی نے مختلف اقوال نقل کر کے نہ صرف ایک قول کو ترجیح دی ہے بلکہ لغات کے تعین میں جو اختلاف تھا اس میں اپنی رائے بیان کر کے مسئلہ کی وضاحت فرمائی۔ یہ فنون الافنان کی خاص خوبی ہے ورنہ کتاب البرہان اور الاتقان دونوں میں سبعہ احرف کے تحت مختلف اقوال تو نقل کیے ہیں لیکن کسی قول کو بھی راجح قرار نہیں دیا گیا۔

۶۔ جامعیت

فنون الافنان سے پہلے علوم القرآن کے عنوان سے صرف ابو القاسم نیشاپوری کی کتاب التنبیہ علی فضل علوم القرآن ملتی ہے جس میں علوم القرآن کے صرف دو مباحث کا تذکرہ ہے پہلی نزول قرآن اور دوسری مخاطبات قرآن ہے۔ اس لحاظ سے فنون الافنان کی یہ خاصیت ہے کہ اس میں علوم القرآن کے بارہ اہم مباحث کو بیان کیا گیا ہے۔ لہٰذا فنون الافنان فی عیون علوم القرآن اس فن پر پہلی جامع کتاب ہے۔

نقائص یا معائب

فنون الافنان فی علوم القرآن کے عنوان سے پہلی جامع کتاب ہے لہٰذا اگر اس میں کوئی کمی ہے تو اسے اس کتاب کی خامی یا نقص شمار نہیں کرنا چاہیے۔ حقیقت یہ ہے کہ کتاب میں پیش کی گئی معلومات اور مواد میں تو کسی کی بنیادی غلطی نہیں پائی جاتی تاہم اس کے ظاہری ڈھانچے میں چند خامیاں پائی جاتی ہیں جیسے غیر متوازن ابواب بندی اور کہیں ضرورت سے زیادہ اختصار وغیرہ۔

چند نکات میں کتاب کی بعض خامیاں درج ذیل ہیں۔

(1) مجموعی طور پر ابواب اور فصول کی تقسیم بہتر ہے تاہم کہیں کہیں ان میں توازن و اعتدال نہیں پایا جاتا مثلاً باب یاءات مخدوفات جو گذشتہ باب وقف و ابتداء کا ہی حصہ ہے، کو الگ سے باب کی صورت میں بیان کیا گیا ہے حالانکہ اس کی حیثیت گزشتہ باب کی ایک فصل کی ہے اس کے علاوہ اسی باب میں عجیب بات یہ ہے کہ باب یاءات مخدوفات ایک مختصر فصل بیان کی گئی ہے اس کا اس باب سے کوئی تعلق و ربط نہیں ہے اس فصل کا عنوان "تفسیر، النسخ، المحکم و المتشابہ" ہے۔ حالانکہ ان موضوعات کی حیثیت ایک مستقل باب کی ہے۔

(2) اس کتاب میں اگرچہ طویل مباحث کو نہایت عمدہ انداز میں اختصار کے ساتھ سمو دیا گیا ہے تاہم کتاب کے بعض مباحث میں عنوان کے تحت ابن جوزی نے یہ کہہ کر کہ وہ اس کا تذکرہ اپنی تفسیر میں کر چکے ہیں ضروری تفصیل بھی نقل نہیں کی۔ ابن جوزی نے وہاں دوبارہ تفصیل بیان کرنے کو محض تکرار سمجھتے ہوئے نامناسب خیال کیا۔ ۵۷

(3) فنون الافنان میں ایک بحث "قرآن اللہ کا کلام ہے مخلوق نہیں" ایسی ہے جن کا تعلق فن علوم القرآن کی بجائے علم الکلام سے ہے۔ فنون الافنان کے علاوہ علوم القرآن کے عنوان سے ملنے والی کسی کتاب میں اس بحث کو شامل ہیں کیا گیا ہے لہٰذا کتاب میں خلق قرآن کی بجائے علوم القرآن کی کوئی اور اہم بحث جیسے نزول قرآن یا جمع قرآن وغیرہ شامل ہوتی تو کتاب کی افادیت میں اضافہ ہو جاتا۔

(د) فنون الافنان کے دیگر کتب پر اثرات

کتاب فنون الافنان علوم القرآن پر پہلی مستقل اور جامع کتاب ہے اپنے بعد لکھی جانے والی کتب علوم القرآن پر اس کتاب کے گہرے اثرات ہیں۔ فنون الافنان سے سب سے زیادہ استفادہ علامہ سیوطی نے کیا ہے جس میں فنون الافنان کے حوالے ملتے ہیں۔

(ھ) فنون الافنان کی جدت طرازی

فنون الافنان سے پہلے علوم القرآن کے عنوان سے ملنے والی صرف ایک کتاب التنبیہ علی فضل علوم القرآن ہے۔ جو چند صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں علوم القرآن کے دو مباحث نزول قرآن اور مخاطبات کا بیان ہے۔ لہٰذا فنون الافنان میں "مکی اور مدنی

سورتوں کا بیان" واحد بحث ہے جس کا تذکرہ التنبیہ میں موجود ہے۔ اس حوالے سے فنون الافنان کے بقیہ سارے مباحث ہی جدید ہیں۔ یہاں اس کی مزید وضاحت چند نکات میں درج ذیل ہے۔

(1) فنون الافنان علوم القرآن کے عنوان سے پہلی جامع کتاب ہے اس کتاب سے پہلے علوم القرآن کے عنوان سے جتنی کتب کا تذکرہ ملتا ہے ان میں سے سوائے التنبیہ کے تمام کتب تفاسیر ہیں۔ علوم القرآن کے عنوان سے جس کتاب کا سب سے پہلے ذکر ملتا ہے وہ محمد بن خلف مرزبان (م ۹۲۱/۳۰۹) کی کتاب الحاوی فی علوم القرآن ہے۔ یہ کتاب مفقود ہے البتہ علامہ داؤدی نے اس کتاب کے متعلق لکھا ہے کہ ستائیس اجزاء تھے۔ ۶۸

الحاوی فی علوم القرآن کے بعد اور فنون الافنان سے پہلے علوم القرآن کے عنوان سے ملنے والی کتب کے بارے میہں جس طرح یہ معلومات ملتی ہیں کہ اصل میں وہ کتب تفاسیر تھیں ویسے کتاب الحاوی کے متعلق کوئی معلومات نہیں ملتیں البتہ اس کتاب کے بارے میں بھی غالب گمان یہی ہے کہ یہ تفسیر کی کتاب ہو گی کیونکہ علوم القرآن کی پوری تاریخ میں اب تک دس سے زائد جلدوں میں کوئی کتاب نہیں ملتی۔ ۶۹

بعض ماہرین علوم القرآن نے الحاوی کے بعد عجائب علوم القرآن کا تذکرہ کیا ہے حالانکہ اس کتاب کو غلطی سے محمد بن قاسم انباری (م ۳۲۸/ ۹۴۹) کی طرف منسوب کر دیا گیا ہے۔ اصل میں یہ کتاب ابن جوزی کی ہے۔

ان کتب کے علاوہ علی بن اسماعیل، ابو موسیٰ اشعری (م ۳۴۴ھ / ۹۵۴ء) کی تالیف المختزن فی علوم القرآن اور محمد بن اذفوی (م ۳۳۸ھ / ۹۴۹ء) کی الاستغناء فی علوم القرآن ہے لیکن یہ دونوں کتابیں اصل میں قرآن مجید کی تفاسیر تھیں۔

مذکورہ بالا کتب کا جائزہ لینے پر یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ فنون الافنان علوم القرآن کے عنوان سے ملنے والی پہلی جامع کتاب ہے۔ اس میں علوم القرآن کی بارہ اہم مباحث کو شامل کیا گیا ہے۔

(2) اس کتاب کی ایک منفرد بات یہ ہے کہ علوم القرآن پر لکھی گئی مستقل کتب میں سے یہ واحد کتاب ہے جس میں ایک کلامی بحث خلق قرآن کو شامل کیا گیا۔

(3) سبعہ احرف علوم القرآن کی اہم بحث ہے۔ فنون الافنان کی اس بحث کے حوالے سے یہ انفرادیت ہے کہ اس میں پہلی مرتبہ سبعہ احرف سے متعلق ابن حبان کے ذکر کردہ پینتیس اقوال میں سے چودہ اقوال کو متعارف کروایا گیا۔ ابن جوزی سے پہلے ابو عبید، ابن قتیبہ، ابن جریر، موئلف کتاب المبانی اور ابن عطیہ وغیرہ نے اپنی اپنی کتب میں وسبعہ احرف پر نزول قرآن سے بحث کی ہے۔ تاہم مذکورہ کتب میں سے کسی میں بھی اتنے اقوال نقل نہیں کیے گئے جتنے ابن جوزی نے ذکر کیے ہیں۔

(4) فنون الافنان میں پہلی مرتبہ علوم القرآن کی مفصل بحث کو موئثر انداز میں اختصار کے ساتھ سمیٹا گیا ہے جیسے کتابت مصحف اور اس کا رسم، وقف وابتداء اور قرآن مجید کی سورتوں، آیات، کلمات اور حروف ونقاط کی تعداد وغیرہ۔

(5) فنون الافنان میں پہلی مرتبہ متشابہات قرآن سے اتنی جامع بحث کی گئی ہے اس میں ایسے فوائد اور قواعد جمع کیے گئے ہیں جس کی مثال کم ہی کسی کتاب میں ملتی ہے یہاں تک کہ فنون الافنان کے بعد علوم القرآن کی اہم ترین کتاب الاتقان میں بھی اس پایہ کی بحث نہیں کی گئی۔

حوالہ جات

۱۔ ابن اثیر، عزالدین، الکامل فی التاریخ، دار صادر، بیروت، سن ندارد، ج۱۰، ص۱۸

۲۔ سبط ابن الجوزیؒ، شمس الدین یوسف بن قزاد، مرأۃ الزمان فی تاریخ الاعیان، حیدر آباد، دکن، ۱۹۵۲، ج۸، ص۴۷۱

۳۔ ابن جوزیؒ، صید الخاطر، تحقیق عبد القادر احمد عطار، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۹۹۲، ص۲۳۳

۴۔ ابن رجب، الذیل علی طبقات الحنابلۃ، دار الفکر، بیروت، ۱۳۶۵، ج۳، ص۳۳۸

۵۔ ایضاً ج۳، ص۳۳۹

۶۔ ایضاً۔

۷۔ ایضاً۔

۸۔ مرأۃ الزمان فی تاریخ الاعیان، ج۸، ص۴۷۱

۹۔ ابن جوزی، مشیخہ، تحقیق محمد محفوظ، الشرکۃ التونسیۃ للتوزیع، ۱۹۸۲، ص۵۹

۱۰۔ ابن جوزیؒ، صید الخاطر، ص۲۳۲

۱۱۔ شمس الدین، محمد بن احمد بن عثمان، سیر اعلام النبلائ، دار الفکر، بیروت، ۱۹۹۵، ج۲۱، ص۳۸۸

۱۲۔ ایضاً

۱۳۔ ابن رجب، الذیل علی طبقات الحنابلۃ، ج۳، ص۳۴۷

۱۴۔ ابن کثیر، محمد بن اسماعیل، البدایۃ والنہایۃ، المکتبۃ القدوسیۃ، لاہور، ۱۹۸۴، ج۱۳، ص۲۹، ۳۰

۱۵۔ ایضاً، ج۸، ص۵۰۲

۱۶۔ ابن جوزیؒ، نواسخ القرآن، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، سن ندارد، ص۱۱

۱۷۔ ابن جوزیؒ، فنون الافنان فی عیون القرآن، تحقیق ڈاکٹر حسن ضیائ الدین، دار البشائر الاسلامیۃ، بیروت، ۱۹۸۷، ص۴۸۱

۱۸۔ زرکشی، البرہان فی علوم القرآن، تخریج مصطفی عبد القادر عطار، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۲۰۰۱، ج۱، ص۳۰

۱۹۔ سیوطیؒ، علامہ جلال الدین، الاتقان فی علوم القرآن، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۹۹۹ ج۱، ص۴۰

۲۰۔ احمد بن محمد، طبقات المفسرین، مکتبۃ العلوم الحکم، المدینۃ المنورۃ، ۱۹۹۷، ص۲۵۲، ۲۵۴

۲۱۔ ایضاً

۲۲۔ ابن انباری، ابو بکر محمد بن قاسم، کتاب الایضاح الوقف والابتدائ، تحقیق محی الدین عبد الرحمن، دمشق، ۱۹۷۱، ص۱۱۶ تا ۱۵۰

۲۳۔ سورۃ الفاتحہ، ج۱، ص۴

۲۴۔ ابن انباری، کتاب مرسوم الخط، المعہد الھندی للدراسات الاسلامیۃ، دھلی، ۱۹۷۷، ص ا

۲۵۔ ابن جوزیؒ، المنتظم فی تاریخ الملوک والامم، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۹۹۲، ج ا، ص ۶۴، ۴۷

۲۶۔ ایضاً

۲۷۔ ایضاً، ج ۴، ص ۵۶، ۶۶

۲۸۔ ایضاً

۲۹۔ ابن جوزیؒ، فنون الافنان فی علوم القرآن، ص: ۱۴۰، ۱۴۱

۳۰۔ ایضاً، ص ۱۶۶

۳۱۔ ایضاً، ص ۱۹۸

۳۲۔ ایضاً، ص ۲۰۰

۳۳۔ ایضاً، ص ۲۱۴

۳۴۔ ایضاً

۳۵۔ ایضاً، ص ۲۲۲

۳۶۔ ایضاً، ص ۲۲۴

۳۷۔ ایضاً، ص ۲۳۳، ۲۳۴

۳۸۔ ایضاً، ص ۲۴۱، ۲۴۲

۳۹۔ ایضاً، ص ۲۴۳

۴۰۔ ایضاً، ص ۲۴۵

۴۱۔ ایضاً، ص ۲۴۶

۴۲۔ ایضاً، ص ۳۲۷

۴۳۔ ایضاً

۴۴۔ ایضاً

۴۵۔ ایضاً، ص ۳۳۵

۴۶۔ ایضاً، ص ۳۴۱، ۳۴۲

۴۷۔ ایضاً، ص ۳۴۳، ۳۴۳

۴۸۔ دامغانی، ابو عمرو عثمان بن سعید، المکتفی فی الوقف والابتدائی فی کتاب اللہ عزوجل، موسسۃ الرسالۃ، بیروت، ۱۹۸۴، ص ۱۳۴، ۱۳۵

۴۹۔ فنون الافنان فی علوم القرآن، ص ۴۸۱

۵۰۔ سورۃ النحل، ص ۱۶، ۱۲۱

۵۱۔ فنون الافنان، ص ۴۸۲

۵۲۔ ایضاً، ص ۳۳۰

۵۳۔ ایضاً، ص۲۰۰

۵۴۔ ایضاً

۵۵۔ ایضاً، ص۲۱۷

۵۶۔ ایضاً، ص۲۰۰

۵۷۔ سیوطیؒ، جلال الدین، الاتقان فی علوم القرآن، ج۱، ص۴۲۸

۵۸۔ ایضاً، ج۱، ص۵۱

۵۹۔ ایضاً، ج۱، ص۲۴۳

۶۰۔ سورۃ الکھف،۱۸: ۳۱

۶۱۔ الاتقان فی علوم القرآن، ج۱، ص۴۳۸

۶۲۔ سورۃ الزخرف،۴۳: ۵۷

۶۳۔ الاتقان فی علوم القرآن، ج۱،۴۲۸

۶۴۔ سورۃ الزخرف،۴۳: ۵۷

۶۵۔ الاتقان فی علوم القرآن، ج۱،۴۳۸

۶۶۔ سورۃ الکھف،۱۸: ۳۱

۶۷۔ الاتقان فی علوم القرآن، ج۱، ص۴۴۰

۶۸۔ احمد بن محمد، طبقات المفسرین، ص۳۹۷

۶۹۔ دس جلدوں میں ملنے والی کتاب الزیادۃ والاتقان فی علوم القرآن ہے جس ک مؤلف عقلیہ م ۱۱۵۰ ہیں اس میں علوم القرآن کی ۱۵۴ انواع شامل ہیں یہ کتاب جامعہ شارقہ سے ۲۰۰۴ میں شائع ہوئی ہے.